

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو پسند و نصائح

(ملفوظات جلد 10 ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشِعُونَ (المؤمنون: 2-3)

یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار
کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہے درگاہ باری

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ کے فضل سے ”مشاہدات“ کو ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دس جلدوں میں سے احباب جماعت کے نام پسند و نصائح کو 75 تقریروں میں جمع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ آج سامعین کے سامنے جلد 10 کی پہلی تقریر پیش کی جا رہی ہے۔

زبانی باتیں کچھ نہیں

فرمایا:

”مومن کو چاہیے کہ ان چار صفات والے خدا کا صرف زبانی اقرار ہی نہ کرے بلکہ اپنی ایسی حالت بنا دے جس سے معلوم ہو کہ وہ صرف خدا کو ہی اپنا رب جانتا ہے، زید عمر و کو نہیں جانتا اور اس بات پر یقین رکھے کہ درحقیقت خدا ہی ایسا ہے جو عملوں کی جزا سزا دیتا ہے اور پوشیدہ سے پوشیدہ اور نہاں در نہاں گناہوں کو جانتا ہے۔ یاد رکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو ہی اپنا رب اور مالک یوم الدین سمجھتا ہے ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعالِ شنیعہ کا مرتکب ہو سکے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔ غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔ وہ فیوض جو مقربانِ الہی اور اہل اللہ پر ہوتے ہیں وہ صرف اسی واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی اور عملی حالتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز پر مقدم کیا ہوا ہوتا ہے۔

سمجھنا چاہیے کہ اسلام صرف اتنی بات کا ہی نام نہیں ہے کہ انسان زبانی طور پر درود و وظائف اور ذکر اذکار کرتا رہے بلکہ عملی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت شامل حال ہونے لگے اور انعام و اکرام وارد ہوں جس قدر انبیاء اولیاء گزرے ہیں ان کی عملی حالتیں نہایت پاک صاف تھیں اور ان کی راستبازی اور دیانتداری اعلیٰ پایہ کی تھی اور یہی نہیں کہ جیسے یہ لوگ احکامِ الہی بجالاتے ہیں اور روزے رکھتے اور زکوٰتیں ادا کرتے ہیں اور نمازوں میں رکوع

سجود کرتے اور سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے تھے اور احکام الہی بجالاتے تھے بلکہ اُن کی نظر میں تو سب کچھ مُردہ معلوم ہوتا تھا اور اُن کے وجودوں پر ایک قسم کی موت طاری ہو گئی تھی۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے تو ایک خدا کا وجود ہی رہ گیا تھا۔ اُسی کو وہ اپنا کار ساز اور حقیقی رب یقین کرتے تھے۔ اُسی سے اُن کا حقیقی تعلق تھا اور اُسی کے عشق میں وہ ہر وقت محو اور گداز رہتے تھے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 37-39)

خدا تعالیٰ کے بارے جماعت احمدیہ کا عقیدہ

فرمایا:

” ہم خدا تعالیٰ کو محدود نہیں سمجھتے اور نہ ہی خدا محدود ہو سکتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی نسبت یہ جانتے ہیں کہ جیسا وہ آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر بھی ہے۔ اُس کے دو قسم کے تعلق پائے جاتے ہیں۔ ایک عام تعلق جو عام مخلوق کے ساتھ ہے اور ایک دوسرا خاص تعلق جو اُن خاص بندوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو پاک کر کے اُس کی محبت میں ترقی کرتے ہیں تب وہ اُن سے ایسا قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ اُن کے اندر ہی سے بولتا ہے۔ یہ اس میں ایک عجیب بات ہے کہ باوجود دُور ہونے کے وہ نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے۔ وہ بہت ہی قریب ہے مگر پھر بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس طرح ایک جسم دوسرے جسم سے قریب ہوتا ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی چیز بھی ہے۔ وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے مگر پھر بھی وہ عمیق در عمیق ہے۔ جس قدر انسان سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اُسی قدر اُس کے وجود پر اس کو اطلاع ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 426-427)

تُم قال اللہ و قال الرسول پر عمل کرو

فرمایا:

” تم قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرو اور ایسی باتیں زبان پر نہ لاؤ جن کا تمہیں علم نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا يَخْفَىٰ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (بنی اسرائیل: 37) تم نیکی کی طرف پورے زور سے مشغول ہو جاؤ اور اعمالِ صالحہ بجالاؤ۔ اگر تمہاری حالت اس لائق ہو گئی اور تم نے پورے طور پر اپنا تزکیہ نفس کر لیا تو پھر خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اکثر لوگ آجکل ہلاک ہو رہے ہیں اُن کی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے اور اُس تعلق کو نہیں دیکھتے جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کسی زور سے خدا تعالیٰ کی طرف جارہے ہیں اور کیسے کیسے مصائب آنے پر ثابت قدم نکلے ہیں اور ابتلاؤں میں پُورے اترے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 14)

سامعین! احمدی کا نام اِس زمانہ میں اِس جماعت کے واسطے مقدر تھا

فرمایا:

” یہ نام تو صرف شناخت کے واسطے ہے جیسا کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ کوئی اپنے آپ کو حنفی کہتا ہے کوئی شافعی کوئی اہلحدیث وغیرہ۔ چونکہ اِس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمد کا ظہور ہو رہا ہے۔ اِس واسطے اِس جماعت کا نام احمدی ہو اور یہ نام اِسی زمانہ اور اِسی جماعت کے واسطے مقدر تھا۔ اِس سے پہلے اگرچہ بعض ایسے آدمی ہوئے جو کسی جماعت کے امام بنے اور ان کے نام میں احمد کا لفظ تھا مگر کبھی خدا تعالیٰ نے کسی جماعت کا نام احمدی نہ ہونے دیا۔ مثلاً امام احمد بن حنبل تھے۔ ان کی جماعت حنبلی کہلائی۔ سید احمد بریلوی تھے تو ان کی جماعت مجاہدین کہلائی۔ سید احمد علیگڑھ کے تھے تو ان کے ہم خیال نیچری کہلائے۔ علی ہذا القیاس اور کسی کا نام کبھی احمدی نہیں ہوا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 3)

صفائی ذہنی تقویٰ سے ممکن ہے

فرمایا:

”سو سمجھنا چاہیے کہ صفائی ذہن بھی تو آخر تقویٰ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ: 3) یعنی یہ کتاب انہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں وہ تو اندھے ہیں۔ اگر کوئی پاک نظر سے اور خدا تعالیٰ کا خوف کر کے اُس کو دیکھتا ہے تب تو اُس کو سب کچھ اُس میں سے نظر آجاتا ہے اور اگر ضد اور تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی ہے تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ دجال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں جس کے معنی ہیں راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والا لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہو جائے گا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 59-60)

شیطان لاحول سے بھاگتا ہے

فرمایا:

”اسی طرح خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس زمانہ میں شیطان کی بالکل بیخ کنی کر دی جائے گی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لاحول کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سو دفعہ لاحول پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرہ ذرہ میں لاحول سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اُس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 61)

مومنوں کے اوصاف

فرمایا:

”قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون: 2-3)۔ یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانہ الوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اُس سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں۔ جیسے لکھا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دُون
اِس خیال است و محال است و جنون

اسی لئے اس کے بعد ہی خدا فرماتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (المومنون: 4)۔ یہاں لغو سے مراد دُنیا ہے۔ یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے۔ تو پھر اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اُس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پھر وہ کاشنکاری، تجارت نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور جو بعد میں اُسے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی گریہ وزاری اور تضرع اور ابہتال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص، لالچ اور عیش و عشرت سب پر مقدم کر لیتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ایک بد فعل دوسرے بد فعل کی ترغیب دیتا ہے۔ جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعاً وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں اور اِس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت اُن میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ هُمْ لِلدُّنْيَا كُوفَةٌ فَعِلُّونَ (المومنون: 5) یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یہ ایک نتیجہ ہے هُمْ

نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اُس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بد عملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔ مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور جب تک انسان دُعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دُعاؤں سے خالی نہ ہو۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 66-67)

آنحضورؐ کی بنائی ہوئی جماعت کی حقیقت

فرمایا:

” ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی۔ اُن میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ اُنہی کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہو گا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ یاد رکھو! یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔ یاد رکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانہ خدا اور خانہ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا جب تک انسان اپنے دل کو پورے طور پر صاف نہ کر لے اور اپنے بھائی کے لئے دُکھ اٹھانے کو تیار نہ ہو جائے تب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف نہیں ہو سکتا اور یہ باتیں میں اس واسطے بیان کرتا ہوں کہ آپ لوگ جو یہاں قادیان میں آئے ہو ایسا نہ ہو کہ پھر خالی کے خالی ہی واپس چلے جاؤ۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں کہ آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا۔ اس لئے سچے دل سے توبہ کوئی چاہیے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَيَّ اللَّهُ تَوْبَةً نَّصُوحًا (التحریم: 9) سو انسان کو چاہیے کہ اگر توبہ کرے تو خالص توبہ کرے۔ توبہ اصل میں رجوع کو کہتے ہیں۔ صرف الفاظ ایک قسم کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف زبان سے توبہ کرتے پھر وبلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو جیسا کہ حق ہے رجوع کرنے کا۔ کیونکہ جب متناقض جہات میں سے ایک کو چھوڑ کر انسان دوسری طرف آجاتا ہے تو پھر پہلی جگہ دُور ہوتی جاتی ہے اور جس کی طرف جاتا ہے وہ نزدیک ہوتی جاتی ہے۔ یہی مطلب توبہ کا ہے کہ جب انسان خدا کی طرف رجوع کو لیتا ہے اور دن بدن اُسی کی طرف چلتا ہے تو آخر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان سے دور ہو جاتا ہے اور خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جس کے نزدیک ہوتا ہے اُسی کی بات سنتا ہے۔ اس لئے ایسے انسان پر جو عملی طور پر شیطان سے دور اور خدا سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض اور برکات کا نزول ہوتا ہے اور سفلی آلائشوں کا گند اُس سے دھویا جاتا ہے جیسے آگے فرمایا عَلَيْنَا رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ (التحریم: 9) کیونکہ توبہ میں ایک خاصیت ہے کہ گزشتہ گناہ اس سے بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک جگہ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرہ: 223)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو تَوَّاب ہوتے ہیں اور ایک مُتَطَهِّر ہوتے ہیں۔ تَوَّاب اُن کو کہا جاتا ہے جو بگلی خدا کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اور مُتَطَهِّر وہ ہوتے ہیں کہ وہ مجاہدات اور ریاضات کرتے رہتے ہیں اور اُن کے دل میں ایک کیٹ سی لگی رہتی ہے کہ کسی طرح سے ان آلائشوں سے پاک ہو جاویں اور نفس اتارہ کے جذبات پر ہر طرح سے غالب آکر زکی النفس بن جاویں۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 74-76)

تقویٰ مصیبت سے بچانا جاتا ہے

فرمایا:

”در حقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق ہوتا ہے جبکہ اُس پر کوئی مصیبت وارد ہو جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی اندرونی حالت کی اصلاح زری رسمی نمازوں اور روزوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ مصائب کا آنا ضروری ہے۔

عشق اول سر کش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اوّل حملہ عشق کاشیر کی طرح سخت ہوتا ہے۔ جس قدر انبیاء اور رسول اور صدیق گزرے ہیں اُن میں سے کسی نے معمولی امور سے ترقی نہیں پائی بلکہ اُن کے مدارج کار از اس بات میں تھا کہ اُنہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ موافقت تامہ کی۔ مومن کی ساری اولاد ذبح کر دی جائے اور اس کے سوائے بھی اُس پر تکالیف پڑیں تب بھی وہ بہر حال قدم آگے بڑھاتا ہے۔

دیکھو! انسان باوجود ہزاروں کمزوریوں کے اپنے سچے دوست کے ساتھ وفاداری کرتا ہے تو کیا خدا جو رحمان اور رحیم ہے وہ تمہارے ساتھ وفاداری نہ کرے گا۔ خدا تعالیٰ سے ایسا پیار کرو کہ اگر ہزار بچہ ایک طرف ہو اور خدا ایک طرف تو خدا کی طرف اختیار کرو اور بچوں کی پروا نہ کرو۔ مصائب تمام انبیاء پر وارد ہوتے رہے ہیں۔ کوئی اُن سے خالی نہیں رہا۔ اسی واسطے مصائب کے برداشت کرنے والے کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اپنے رسول کو خطاب کیا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ ہمارا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اُس کی ہم امانت ہیں اور اُس کے پاس جانا ہے۔ ایسے لوگوں کے واسطے بشارت ہے۔ ان مصائب کے ذریعہ سے جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خاص بشارت ملتی ہے وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ نماز کا حقہ ادا ہو جاوے تو بہت عمدہ شے ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشانہ لگتا ہے وہ سب سے زیادہ ٹھیک بیٹھتا ہے اور اُس سے ہدایت اور رستگاری حاصل ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 86-87)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

